اعلیٰحضرت اور تعظیم سادات

امیر اہلسنت بانی دعوت اسلامی شیخ طریقت، عالم شریعت،
عالم باعمل صاحب خوف خشیت عاشق اعلیٰ حضرت، عاشق
اولیاء میٹھے میٹھے مرشد حضرت علامہ مولانا ابو بلال
محمد الیاس عطار قادری رضوی
ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اعلیٰ حضرت
اور تعظیم سادات

امیر اہلسنت بانی دعوت اسلامی شیخ طریقت ، عالم شریعت،
عالم نیت ، عالم باعمل صاحب خوف خشیت،عاشق اعلیٰ
حضرت ، میٹھے میٹھے مرشد حضرت علامہ مولانا ابوبلال

محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی

دامت برکاتہم العالیہ

میرے آقا اعلیٰحضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمتہ الرحمٰن کے کاشانہ اقدس پر گھر کے کام کاج کے لئے ایک کم عمر ملازم ہوا بعد میں معلوم ہوا کہ یہ لڑکا تو سید زادہ ہے ۔امام اہلسنت امام احمد رضا خان نے گھر والوں کو تاکید فرما دی کہ خبر دار یہ مخدوم زادے ہیں سید زادے ہیں ان کی تو ہمیں خدمت کرنی چاہیے ۔کھانا وغیرہ اور جس چیز کی انہیں حاجت ہو حاضر کر دیا جائے ۔جس تنخواہ کا وعدہ ہے وہ بطور نذرانہ پیش ہوتا رہے ۔مگر ہرگز ان سے کوئی کام نہ لیا جائے ۔چنانچہ حسبِ ارشاد تعمیل

ہوتی رہی۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ صاحب زادے خود ہی تشریف لے گئے۔

۲۵صفر میرے اعلیٰ حضرت کے عرس پاک تاریخ ہے۔۲۵صفر کو۲ بج کر ۸منٹ پر (پاکستان کے وقت کے مطابق اور انڈیا کے وقت کے مطابق ۲ بج کر ۳۸ منٹ پر) میرے اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے وصال فرمایا تھا۔

ابھی جو واقعہ آپ نے ملاحظہ فرمایا اس کے ایک ایک لفظ سے میرے اعلیٰ حضرت کا عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پھوٹ پڑتا ہے۔ یہ سادات کی ادب و تعظیم اعلیٰ حضرت کی اپنی ایجاد نہیں (کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ ان کی ایجاد ہے)۔ بلکہ یہ عین قرآن پر عمل ہے۔ میرے اعلیٰ حضرت کا ہر عمل قرآن وسنت کے مطابق ہوتا تھا۔ چنانچہ قرآن پاک میں سورۃ شوریٰ پارہ پچیسواں آیت نمبر تائیس (پ۲۵ آیت ۲۳) میں ارشاد ہوتا ہے۔ ترجمہ کنز الایمان: تم فرماؤ اس پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔

یعنی میں تم سے اپنے قرابت داروں قریب والوں سے اقرباء سے محبت کا طلب گار ہوں۔ قرابت داروں کی محبت مانگتا ہوں۔ چنانچہ سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جو بھی قرابت دار ہیں ان سے محبت کرنا فرض ہے۔ کہ یہ قرآن پاک کی نص سے ثابت ہوا۔ ان کی تعظیم کرنا فرض ہے تو یہ سادات کرام سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قرابت دار ہیں۔ سید (جو واقعی سید ہیں علم الٰہی میں) سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قرابت دار ہیں رشتے دار ہیں۔ ان کی تعظیم اس نسبت سے کیجائے گی کہ یہ سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے رشتہ دار ہیں تو ان کی تعظیم سرکار

صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی تعظیم ہے کہ نسبت کی وجہ سے تعظیم کی جارہی ہے تو یہ مسلمہ اصول ہے۔

جس سے محبت کی جاتی ہے اس کی ہر شے سے محبت ہو جاتی ہے۔ایک مثال دیتے ہیں کہ جس سے محبت ہوتی ہے اس کے پسینے سے بھی خوشبو آتی ہے۔اور جس سے نفرت ہوتی ہے اگر وہ خوشبو بھی لگائے تو اس سے بدبو نکلتی ہے۔اس کو یوں سمجھیں کہ جس سے محبت ہوتی ہے اس کا ہر فعل اچھا لگتا ہے۔اس کی ہر چیز پیاری لگتی ہے۔جس سے محبت کرتے ہیں اس سے نشانی مانگتے ہیں۔(مجھے بارہا اس کا تجربہ ہے دیوانے کہتے رہتے ہیں کہ اپنی نشانی دو مجھ سے محبت کرتے ہوں گے جبھی کہتے ہوں گے۔) جس سے محبت ہوتی ہے اس کی ہر چیز سے پیار ہوتا ہے۔اس کی گلی کے کتے سے بھی پیار ہوتا ہے۔

ایک بزرگ کا واقعہ یاد آیا (جو سبع سنابل میں درج ہے) کہ ایک بزرگ اپنے آستانے پر موجود تھے اپنے عقیدت مندوں کیساتھ کہ وہاں سے ایک کتا گزرا۔وہ بزرگ ادب سے کھڑے ہوگئے، کتا چلا گیا۔سب حیران ہوئے کہ کتا نجس جانور مانا جاتا ہے، اس کے لئے کھڑے ہوئے آخر بات کیا ہے۔سوال ہوا یہ معمہ حل کیجئے ہماری سمجھ میں نہیں آرہا تو ارشاد فرمایا کہ بات دراصل یہ ہے کہ میرے پیر مرشد کی گلی میں ایک کتے کو میں نے دیکھا ہے، یہ وہی کتا تو نہیں تھا مگر میرے مرشد کی گلی کے کتے سے مجھے مشابہ لگا اس لئے میں نے اس کا ادب کیا۔پھر مرشد کے گلی کے کتے کی کیا بات ہے۔پھر مرشد سے نسبت رکھنے والی اور چیزیں اس کی اولاد، اس کا خاندان اور جو بھی چیزیں جو اس سے نسبت رکھتی ہیں تو یہ مدنی ذہن ہوتا ہے کہ ادب ٹھیک ہے نا۔جیسے میرے آقا

اعلحضر ت ہمارے پیر ومرشد سیدی غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے بے حد عقیدت رکھتے تھے اور کہتے ہیں اور اسکا اظہار اپنے شعر میں کچھ اس طرح کرتے ہیں۔

تجھ سے در، در سے سگ، سگ سے ہے نسبت مجھ کو میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے حشر تک میرے گلے میں رہے پٹہ تیرا

یعنی آپ کے دروازے سے جو نسبت ہے رکھتا ہے اس سگ سے نسبت رکھنے والے نہیں مارے جاتے پھر آپ اپنے آپ کو انکساراً سگ کہتے ہیں۔یہ تو اعلحضر ت کی عاجزی ہے میں تو واقعی ...... ہوں ..... بغداد ہوں، ...... مدینہ ..... بریلی ہوں ..... سادات کرام ہوں اللہ کرے میں عملی طور پر بھی ایسا ہی ہو جاوں۔یہاں کتے سے مراد چار پاوں والا نہیں ہوتی مطلب وفادار، خادم، غلام۔

حشر تک میرے گلے میں رہے پٹہ تیرا یعنی جو اس طرح کا سگ ہے آپ کے در سے نسبت رکھنے والا سگ وہ نہ دنیا میں مار کھاتا ہے نہ ذلیل ہوتا ہے نہ نزع کے وقت مار کھاتا ہے یعنی شیطان اس کا ایمان لوٹ پاتا ہے۔نہ وہ قبر میں مار کھائے گا۔عذاب پائے گا نہ ہی حشر میں وہ مار کھائے گا، نہ ہی وہ جہنم میں جائے گا۔جہنم میں تو آقا کے دشمن جلیں گے۔

آقا کا گدا ہوں اے جہنم تو بھی سن لے وہ کیسے جلے جو کہ غلامی مدنی ﷺ و

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اعلحضرت ایک ولی اللہ غوث پاک جو سیدزادے ہیں ان سے اتنی عقیدت رکھتے ہیں کہ ان کے گلی کے کتے سے بھی پیار کرتے ہیں۔سید تو سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا جگر پارہ ہیں ان سے کیوں نہ پیار کریں گے۔

تو عرض میں یہ کررہا تھا کہ جس سے عشق کیا جاتا ہے اس سے نسبت رکھنے والی ہر چیز سے عشق کیا جاتا ہے۔آپ مدینے سے کیوں محبت کرتے ہیں کیونکہ وہاں آپ کے اور ہمارے میٹھے میٹھے آقا صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم جلوہ گر ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مدینہ پسند کیا،آپ کی پسند ہماری پسند۔اس میں عقل کوکوئی دخل نہیں کیونکہ

عقل کو تنقید سے فرصت نہیں　　　　عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ

تو ہمارے آقا نے مدینہ پسند کیا تو ہم مدینہ، مدینہ، مدینہ، مدینہ، مدینہ، مدینہ، مدینہ، مدینہ، مدینہ، مدینہ، مدینہ، مدینہ، مدینہ کرتے رہتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ان شآء اللہ عزوجل۔اگر بالفرض بالفرض آقا لندن یا پیرس کو پسند فرماتے تو ہم لندن یا پیرس کی تسبیح پڑھتے۔ہم تو محبوب کی پسند پر قربان ہیں۔جس پر محبوب نے ہاتھ رکھا وہ ہمارا منظور نظر بن گیا تو نسبت کی بات ہے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی گلیوں سے پیار ہے۔محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی گلیوں کے کتوں سے بھی پیار ہے۔محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی گلیوں کے درختوں، پھولوں سے بلکہ کانٹوں سے بھی پیار ہے۔پھولوں سے تو ویسے ہی طبیعت پیار کرتی ہیں ہمیں تو محبوب کی گلیوں سے بھی پیار ہے۔

اے خار صحرائے نبی پاوں سے کیا کام تجھے　　　　آ میری جان دل میں ہے رستہ تیرا

ان کی حرم کے خار تشریف لائے کس لئے　　آنکھوں پہ آئیں سر پہ رہیں دل میں گھر کریں

اعلحضرت محبوب سے نسبت رکھنے والی ہر چیز سے محبت رکھتے تھے فرماتے ہیں

پھول کیا دیکھوں میری آنکھوں میں　　دشت طیبہ کے خار پھرتے ہیں

(مجھے ہندوستان کے پھول اچھے نہیں لگتے یہاں کی رونقیں نہیں بھاتیں یہاں کی رونقیں اب آنکھوں کو مرغوب نہیں اس لئے۔ میرے محبوب کے ویرانے کے، صحرا کے کانٹے میری آنکھوں میں پھر رہے ہیں۔ یہ عشق کی باتیں ہیں۔)

جب اعلحضرت بے جان چیزوں سے اتنا پیار کرتے ہیں تو جو سادات ہیں سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا شہزادہ ہے اس سے کیوں نہ پیار کرتے۔ آل رسول ﷺ اہل بیت سے پیار کرنا چاہیے ہمیں قرآن نے حکم دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی اسکا حکم فرمایا مثلاً ہمارے میٹھے میٹھے آقا اور سادات کرام کے بابا جان صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان رحمت نشان ہے۔ چار وہ ہیں جن کی میں قیامت والے دن شفاعت فرماوں گا۔ چاہے وہ تمام اہل دنیا کے برابر گناہ لے کر آئیں۔ ا۔ میری آل کی تکریم (تعظیم) کرنے والا ۲۔ ان کی حاجتیں پوری کرنے والا ۳۔ ان کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرنے والا، ۴۔ زبان اور دل سے انہیں چاہنے والا

یہ رحمت ہے! سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی، مزید ایک حدیث میں ارشاد ہوا مجھ سے محبت کرو، اللہ عزوجل کی وجہ سے میرے اہل بیت سے محبت کرو میری محبت کی وجہ سے۔

چنانچہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اہل رسول سے بے حد محبت کی۔ بخاری شریف میں ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم! میں اپنے قرابت داروں کے مقابلے میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اہل بیت کو زیادہ عزیز رکھتا ہوں۔

یعنی مجھے اپنے رشتے داروں سے سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے رشتے دار زیادہ پیارے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت ہے کہ اپنے لخت جگر عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی نسبت انہوں نے (عمر فاروق نے) حسنین کریمین کو دوگنا مال غنیمت دیا۔ اور ایک بار امام حسن مجتبی رضی اللہ عنہ سے فرمانے لگے کہ اللہ کے بعد تمھاری برکت سے ہمیں یہ عزت اور عظمت حاصل ہوئی۔

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں، انہوں نے سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کے مقدس قدموں کو اپنے کپڑے سے پونچھا اور کہنے لگے، خدا کی قسم! جتنے آپ کے فضائل میں جانتا ہوں لوگوں کو پتہ چل جائے تو کندھوں پر اٹھائے پھریں۔

حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے ایک سید زادے عبد اللہ بن حسین رحمتہ اللہ علیہ سے ارشاد کیا کہ حضور آپ کی کوئی ضرورت ہو تو آپ خود زحمت نہ فرمایا کریں بلکہ کسی کو بھیج دیا کریں۔ مجھے اللہ تعالی عزوجل سے شرم آتی ہے کہ آپ جو کہ سید زادے ہیں میرے دروازے پر کسی حاجت کی وجہ سے حاضر ہوں، یعنی سید زادہ اپنی حاجت کے لئے میرے دروازے پر کھڑا ہو۔ یہ حضرت عمر بن عبد العزیز کو پسند نہ تھا، انہیں اللہ عزوجل سے شرم آتی تھی کہ میں نبی زادے

کواس طرح دوروازے پر حاضر کرو کہ میرے پاس کھڑا کروں۔ ان کی بھی کافی بلند شان ہیں۔
میرے اعلحضرت سادات کرام سے بے حد محبت کرتے تھے بعض لوگوں کو شیطان وسوسہ ڈالتا
ہے کہ سیدوں کی نسبت کا کیسے پتہ چلے گا۔ آیا یہ سید بھی ہے یا نہیں۔ اس کی سند کا کیا ثبوت؟ تو
اس ضمن میں اعلحضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی بارگاہ میں استفتاء پیش کیا
گیا۔ (یعنی سوال کیا گیا) اعلحضرت نے اس سلسلے میں بڑا پیارا جواب ارشاد فرمایا کہ اس کی
تحقیق ہمارے ذمہ نہیں، یعنی کسی کے بارے میں اتنا ہی کافی ہے کہ فلاں سید صاحب ہیں۔ بس
اتنا ہی کافی ہے اور ہم اس کے مکلف نہیں ہیں کہ ہم اس کی تحقیق کرتے پھریں صاحب یہ سید
ہے یا نہیں؟ اس کی کیا گارنٹی ہے یہ سید ہے اس کا شجرہ تو دکھلو ہو سکتا ہے کہ یہ ایسے ہی اپنی عزت
کروانے کیلئے اپنے آپ کو سید کہتا ہو۔ تو اعلیٰ حضرت نے اس کا بہت پیارا رد فرمایا ہے۔ آپ
فرماتے ہیں (یہ آپ کے الفاظ ہیں انکسارا) کہ فقیر ذلیل بحمد تعالیٰ حضرت سادات کرام کا ادنیٰ
غلام اور خاک پاء ہے۔ (اعلحضرت نے فتویٰ رضویہ کی غالباً نویں جلد میں ارشاد فرمائے)۔ ان
کی محبت اور عظمت ذریعہ نجات وشفاعت جانتا ہے۔ فقیر بارہا فتویٰ دے چکا ہے کہ کسی کو سید
سمجھنے اور اس کی تعظیم کرنے کیلئے ہمیں اپنے ذاتی علم سے سید جاننا ضروری نہیں۔ جو لوگ سید
کہلائے جاتے ہیں، ہم انکی تعظیم کریں گے۔ ہمیں تحقیقات کی حاجت نہیں۔ نہ سیادات کی سند
مانگنے کا ہمیں حکم دیا گیا۔ اور خوامخواہی سند دیکھانے پر مجبور کرنا اور نہ دیکھائے تو برا کہنا اور ملعون
کرنا ہرگز جائز نہیں۔ ہاں جس کی نسبت ہمیں خوب تحقیق معلوم ہو کہ یہ سید نہیں اور وہ سید بنے تو

اس کی ہم تعظیم نہ کریں گے نہ اسے سید کہیں گے۔مناسب ہو تو غیر واقف کو اس کے فریب سے
اگاہ کریں گے۔میرے خیال میں ایک حکایت ہے جس پر میرا عمل ہے، ایک شخص کسی سید سے
الجھا، انہوں نے فرمایا کہ میں سید ہوں۔کہا کیا سند ہے تمھارے سید ہونے کی؟ رات کو
زیارت اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مشرف ہوا کہ معرکہ حشر ہے اور یہ شفاعت خواہ ہوا،
اعراض فرمایا (یعنی سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے توجہ نہیں فرمائی)۔اس نے عرض کی آقا میں بھی
تو آپ کا امتی ہوں۔ارشاد فرمایا کہ کیا سند ہے تیرے امتی ہونے کی؟ امید ہے آپ سمجھ گئے
ہوں گے، کہ اس نے سید سے سید ہونے کی سند مانگی تو خواب میں سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے
اس سے امتی ہونے کی سند مانگ لی۔مطلب یہ کہ سید صاحب سے ان کے سید ہونے کی سند نہ
مانگی جائے۔ اگر اس سے اس کی دل آزاری ہوئی تو سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بھی دل آزاری
ہوگی۔

ایک سوال کے جواب میں۔(یہ زکوۃ کے متعلق سوال ہے تو میرے آقا اعلی حضرت کی بارگاہ
میں ۱۳۰۷ سن ہجری میں کونڈہ سے مفتی سید حسین حیدر نے دوبارہ استفتاء کیا کہ سادات کرام
کو زکوۃ نہیں دے سکتے اور اعلحضرت کی تحقیق یہی ہے کہ زکوۃ ہوتی ہی نہیں۔لیکن بعض علماء
نے اس کا فتوی دیا ہے کہ زکوۃ دی جا سکتی ہے۔اس بارے میں اعلیٰ حضرت کی بارگاہ
میں عرض کیا گیا۔) کہ سادات محتاجین کو زر زکوۃ دینا جائز ہے یا نہیں؟ بہت سادات محتاج
ایسے ملتے ہیں کہ خود مانگتے ہیں۔میں نے سنا کہ بعض نے جواز کا فتویٰ دیا مگر میں نے اب

تک یہ جرات نہیں کی۔ (اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں)۔ اس بارے میں آپ کیا حکم فرماتے ہیں۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت نے چھ صفحات پر نہایت محققانہ اور عالمانہ جواب ارشاد فرمایا ہے۔ اس کی سطر سطر سے احترام سادات کی مہک آرہی ہے۔ یہاں اس سے چند باتیں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ یہ باون آیتیں اور ستائیس حدیثیں ہیں جس پر فقیر نے تحریر میں اشارہ کیا ہے۔ بحمدہ تعالیٰ اس وقت فقیر کے پیش نظر ہیں۔ سب کی نقل سے .... کہ سادات کرام اور بنی ہاشم پر زکوۃ یقیناً حرام نہ ان کا لینا جائز نہ انکا دینا جائز کہ زکوۃ ادا ہو۔ اور اس میں گناہ کے علاوہ کچھ حاصل نہیں اور اس کے جواز پر فتویٰ دینا محض غلط اور باطل اور سند کے اعتبار سے عاری ہے کیا معلوم نہیں کہ علماء کرام نے ایسے فتویٰ کی نسبت (کیسے سخت الفاظ ارشاد کئے)۔ رہا کہ اب اس زمانے پر آشوب میں حضرات سادات کرام کی مدد کیوں کر ہو؟ اگرا نہیں زکوۃ نہیں دی جاتی ان کا لینا حرام ہے اور دینے والی کی زکوۃ ادا نہ ہو۔ تو یہ سادات کہاں جائیں یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ تو آپ فرماتے ہیں اقول (میں کہتا ہوں) بڑے مال والے اگر اپنے خاص مالوں سے بطور نذر و ہدیہ ان حضرات کی خدمت نہ کریں تو ان کے بے سعادتی ہے۔ (اگر مالدار اپنے مال سے ان کی خدمت نہیں کرتے تو ان کی بے سعادت ہیں اور محروم ہیں)۔ یہ وہ وقت یاد کریں (اعلیحضرت انہیں وہ وقت یاد دلا رہے ہیں) جب ان حضرات کے یعنی سادات کے جد اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سواء ظاہری آنکھوں

کو بھی کوئی ملجا و ماویٰ نہ ملے گا۔ کیا پسند نہیں آتا کہ وہ مال کہ انہیں کے صدقے میں انہی کی سرکار سے عطا ہوا۔ مسلم شریف کی حدیث ہے کہ'' اللہ عطا کرتا ہے میں تقسیم کرتا ہوں''۔ جو سرکار نے عطا فرمایا ہے یہ سرکار کا عطا کردہ انکی اولاد کو نہ دینا یہ کتنی بڑی بے سعادتی اور محرومی ہے (اعلحضرت فرمارہے ہیں) کیا پسند نہیں آتا کہ وہ مال کہ انہیں کے صدقے میں انہی کی سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عطا ہوا جسے چھوڑ کر عنقریب چھوڑ کر خالی ہاتھ زیر زمین جانے والے ہیں۔ ان کی خوشنودی کے لئے ان کے پاک مبارک بیٹوں پر اس کا ایک حصہ صرف کیا کریں۔ کہ اس سخت حاجت کے دل (یعنی بروز محشر) اس جواد، روف و کریم اور رحیم افضل الصلوۃ و تسلیم کے بھاری انعاموں اور عظیم اکراموں سے مشرف ہوں۔ ابن عصاکر میں امیر المومنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روای ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں، کوئی میرے اہل بیت میں سے کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کا بہتر صلہ عطا فرمائیگا۔ خطیب بغدادی امیر المومنین حضرت عثمان غنی سے راوی کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اولاد عبد المطلب (یعنی سادات کرام بھی اس میں شامل ہیں،) میں سے کسی کے بھی ساتھ نیکی کرے تو اس کے صلہ دینا مجھ پر لازم ہے، جب بروز قیامت وہ مجھ سے ملے گا۔ اللہ اکبر! اللہ اکبر! قیامت کا دن وہ سخت ضرورت اور حاجت کا دن اور ہم جیسے محتاجوں کو صلہ عطا فرمانے کو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم جانے کیا کچھ دیں گے